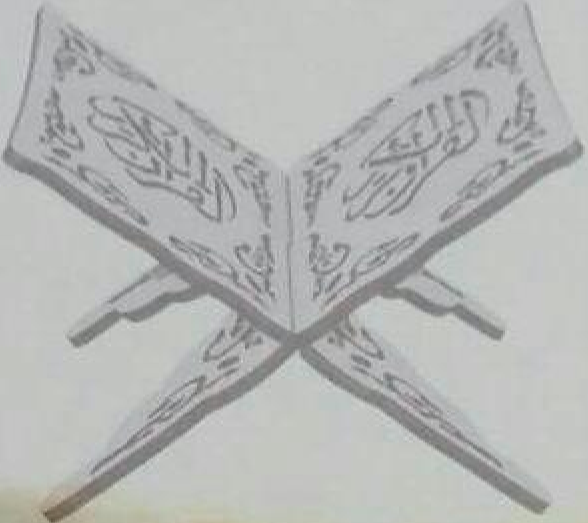
اجزائے ثلاثین کا ثبوت صحابہؓ وتابعین عظام سے ہے

البتہ انکے نام بالکل حادث اور مسلمانان ہند کا تحفہ ہے



پاروں کا ثبوت خیر القرون سے ہے

تالیف

(مفتی) رشید احمد فریدی

استاذ مدرسہ مفتاح العلوم، تراج، ضلع: سورت

گجرات، الہند

اجزائے ثلاثین کا ثبوت صحابہؓ وتابعین عظام سے ہے
البتہ انکے نام بالکل حادث اور مسلمانان ہند کا تحفہ ہے

پاروں کا ثبوت خیرالقرون سے ہے

{تالیف}
(مفتی) رشید احمد فریدی
استاذ مدرسہ مفتاح العلوم، تراج، ضلع: سورت
گجرات، الہند

{تفصیلات}

نام کتاب:.. پاروں کا ثبوت خیر القرون سے ہے

مؤلف:..مفتی وقاری رشید احمد فریدی

کتابت وسیٹنگ:.......................................خلیل احمد بن رشید احمد فریدی

سن طباعت:.. ۱۴۳۹ھ

ناشر:...مکتبہ علم وحکمت، اٹالوہ

صفحات:... ۱۶

قیمت:... ۲۰

{ملنے کا پتہ}

(۱) مدرسہ مفتاح العلوم، تراج، ضلع: سورت

(۱) مکتبہ علم وحکمت فریدی منزل، اٹالوہ

فہرست مضامین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

{پس منظر}

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم، امابعد

رمضان ۱۴۳۶ھ میں واٹس اپ (Whatsapp) کے ذریعہ ایک مضمون ’’ترتیب و تدوین قرآنی‘‘ کے عنوان سے دو صفحہ میں پھیلایا گیا تھا جس میں قرآن کے پاروں کی ابتداء کے بارے میں نقد کیا گیا اور مختلف دس پاروں کی ابتداء کو غلط قرار دیا گیا تھا پھر کچھ عرصہ کے بعد صاحب مضمون نے ان دس پاروں پر مزید چار کا اضافہ کر کے ۵/۶/ ۷ /۸/۹/۱۱/ ۱۲ /۱۳/ ۱۴ / ۱۶/۲۰/۲۲/۲۳/۲۷/ کل چودہ پاروں کی ابتداء کو قابل اصلاح قرار دیا بلکہ اپنی تجویز کردہ ابتداء کے مطابق ایک جدید مصحف بھی رمضان ۱۴۳۷ھ میں
شائع کیا۔

چونکہ راقم الحروف کو ایک مدت سے نظم قرآن سے متعلق بعض فنون یعنی رسم المصحف وغیرہ سے ایک تعلق ہے اور کتب فن کی ورق گردانی اور مصاحف قدیمہ کی زیارت وملاحظہ کی سعادت حاصل رہی ہے اس لئے داعیہ پیدا ہوا کہ سابق مضمون کا تحقیقی جواب لکھا جائے چنانچہ تجزیۂ قرآن سے متعلق کتب فن کے مطالعہ اور قدیم مصاحف کے مشاہدہ کے بعد ایک تحقیقی مقالہ **’’اجزاء واحزاب قرآن‘‘** کے نام سپرد قلم کیا گیا اس میں احادیث وآثار اور صحابہ وتابعین کے تعامل اور اتباع تابعین کے نقول سے نظم قرآن کی

متعدد تقسیمات اور اسکے اسباب و دلائل بیان کئے گئے غرض کہ پاروں کا ثبوت اور اسکی ابتداء خیر القرون سے ماثور و منقول ہے البتہ الجزاء الرابع عشر (چودھواں پارہ) کی ابتداء ''ربما'' سے راقم الحروف کو پوری بصیرت حاصل ہے کہ یہ صحیح نہیں ہے اور اسکے لئے متعدد دلائل اور شواہد جمع کر دئے ہیں پس صاحب مضمون کا نقد بالکل بجا اور صحیح تھا، یہاں مقالہ کا آخری حصہ تفصیلاً اور پاروں کے ثبوت پر اجمالی کلام قارئین کی خدمت میں پیش ہے ۔

{تمہید}

الحمدللہ رب العالمین و الصلاۃ و السلام علی سید المرسلین و العاقبۃ للمتقین اما بعد

حضرت عبد اللہ بن عمروؓ سے (جو کہ ہر رات ایک قرآن کریم ختم کرتے تھے)حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:اقرا القرأن فی شھر...الخ۔ ایک ماہ میں قرآن پڑھو(مسلم شریف)امام نوویؒ لکھتے ہیں:صحابہ کرام کی ایک جماعت ایک ماہ میں قرآن ختم کرتی تھی (الاذکار) مسند الہند حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلویؒ فرماتے ہیں اس ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پہلی ہدایت ''مہینہ میں ایک ختم کرو'' پر عمل کرنے کے لئے (قرآن پاک کو جب تیس دنوں میں تقسیم کریں گےتو) ہر رات ایک سی پارہ یعنی تیسواں حصہ کی مقدار قرأت ہوا کرے گی۔(فتح العزیز ۱/۲۹)

{پاروں کی تقسیم اصل ہے}

نظم قرآن کی جتنی تقسیمات کی گئی ہیں ان میں اجزائے ثلثین کی تقسیم اصل ہے، علامہ سخاویؒ نقل کرتے ہیں:قال ابن المنادی ابو الحسین احمد بن جعفر المتوفی ۳۳۶ھ و کان الاصل ورد الثلثین یعنی ابن المنادی فرماتے ہیں کہ ثلثین کا ورد (یعنی

یومیہ ایک مقدار تلاوت کا وظیفہ) **اصل** ہے (جمال القراء)**ثم کان لعلماء الامة عناية بهذاالموضوع فعمدوا مجتهدين الى تقسيم القرآن تقسيمات متعددة ويظهر ان ختم القرآن فى شهر كان مقصداً اساساً فى هذه التقسيمات لان الغالب عليها تقسيمه ثلثين جزءا۔** پھر علمائے امت(تابعین واتباع تابعین)نے اس موضوع پر خاص توجہ مبذول فرمائی اور انہوں نے نظم قرآن کی متعدد تقسیمات اور اسکے حصص مقرر فرمائے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ مہینہ میں ختم قرآن ایک بنیادی مقصد ہے اسلئے کہ اجزائے ثلثین کی تقسیم غالب ہے(المحرر فی علوم القران)

{پاروں کی ابتداء وانتہاء}

حضرات صحابہ کی ایک جماعت نے تلاوت کیلئے قرآن پاک کو تیس حصوں میں تقسیم کر کے روزانہ ایک مقدار کی تلاوت کا معمول بنایا تھا تو حضرات تابعین نے صحابہ کرام کے عمل کو مدنظر رکھ کران مقادیر کی تعیین فرمائی ہے پس سی پاروں کی ابتداء وانتہاء قرن اول میں معہود ومعروف ہو چکی تھی چنانچہ اس سلسلہ میں سب سے قدیم کتاب ''اجزاء ثلثین''میں ابوبکر بن عیاش تبع تابعی کے واسطہ سے سی پاروں کو نقل کیا گیا ہے اس کے بعد اہل علم وفن امام دانی ،علامہ سخاوی ،ابن جوزی وغیرہم نے اجزائے ثلاثین کو اپنی تالیفات میں اجمالاً وتفصیلاً ذکر کیا ہے اس طرح تمام پاروں کی ابتداء وانتہاء متفق علیہ اور متوارث ہے اور بعض پاروں کی ابتداء میں سعودی مصاحف سے اختلاف سووہ بھی نقل کے مطابق ہے۔(ملاحظہ ہو''**اجزاء واحزاب قرآن**'')

{ ہر مقدار کا عام نام ''جزء'' ہے }

اور پھر سلف ہی نے خیر القرون میں ان مقادیر ثلاثین کی ہر مقدار پر جزء (پارہ) کا نام استعمال کیا، جزء کا نام اس مقدار کے لئے ایسا مختص ہوگیا کہ جب کوئی کہے کہ میں نے ایک جزء پڑھا ہے تو یہی اجزائے ثلثین میں سے ایک حصے کی طرف ذہن منتقل ہوتا ہے گویا مقادیر ثلثین میں سے ہر مقدار جزء کے نام سے موسوم ہوگیا۔**فمنهم من قسم القرآن ثلثين قسماً و اطلقوا على كل قسم منهااسم الجزء بحيث لا يخطر بالبال عند الاطلاق غيره حتى اذا قال قائل :قرأت جزءاً من القرآن تبادر الى الذهن انه قرأ جزءاًمن الثلثين جزءاًالتي قسموا المصحف اليها** (مناہل العرفان، المحرر فی علوم القرآن)۔ یہی وہ نام ہے جو آج تک متقدمین و متأخرین اصحاب فن کی کتابوں میں منقول ہے اور عدد رتبی یعنی الاول والثانی الخ کے ذریعہ فرق کیا جاتا ہے اور آج تک عرب و ہند کے مصاحف میں ''الجزء'' عدد رتبی کے ساتھ لکھا ہوتا ہے۔ باقی ہر جزء کا مخصوص نام جو برصغیر میں رائج ہے سلف اور خلف سے ثابت نہیں ہے بلکہ بارہویں صدی کے ختم تک مصاحف میں بھی منقول نہیں ہے

{ پاروں کے نام بالکل حادث ہیں }

اس سے بخوبی معلوم ہوگیا کہ تیس پاروں کے جو نام برصغیر کے مصاحف میں لکھے ہوئے اور مشہور ہیں وہ بالکل حادث ہیں لیکن چونکہ ماضی قریب کے علمائے ہند نے ہر

جزءکواسکے حادث وعرفی نام سے جانا اور پہچانا ہے اور یہ کسی نقل کے خلاف نہیں ہے تو یہ بھی قابل قبول ہے۔البتہ چودھویں پارے کی ابتداء ''ربما'' سے قطعاً نقل کے خلاف ہے پس اسکا نام بھی بے محل ہے اسلئے اسکی اصلاح کی گئی ہے

{الجزءالرابع عشر ''چودھواں پارہ'' کی ابتداء}

{سورہ کوسورہ سے ملا کر لکھنے کا دستور}

خلیفۂ ثالث حضرت عثمان غنیؓ کے نقل مصاحف کے بعد سے ہمیشہ یہ اہتمام کیا جاتا رہا ہے کہ مصحف کی کتابت میں سورتوں کا تسلسل اس طرح ہوتا کہ جہاں کوئی سورۃ ختم ہوئی وہیں سے بغیر فصل کے دوسری اگلی سورۃ کی کتابت کی جاتی تھی چنانچہ ختم سورہ اور ابتدائے سورہ کا یہ جوڑ صفحہ کے شروع یا وسط یا اخیر میں دائیں یا بائیں ہر مصحف شریف میں دیکھا جاسکتا ہے۔اور یہ جوڑ کبھی ختم جزءاور ابتدائے جزء کا سنگم ہوتا تھا اس اعتبار سے سورۂ ابراہیم جہاں مکمل ہوئی متصلا سورۂ حجر شروع کر دی گئی ۔اور راقم الحروف نے متعدد مصاحف قدیمہ مخطوطہ میں مشاہدہ کیا ہے کہ سورۂ ابراہیم و سورۂ حجر کا جوڑ صفحہ کے شروع، درمیان اوراخیر حصّے میں ہر طرح موجود ہے۔

{حافظی مصحف کے ہر صفحہ کوآیت پر ختم کرنے کا دستور}

پھر کتابت مصحف کے مذکورہ دستور کے ساتھ شاید بارہویں صدی میں حفظ و قرأت میں مزید تسہیل کی غرض سے مصحف کی کتابت میں ایک نئی امتیازی شکل اختیار کی گئی کہ ہر جزء کو چند اوراق میں اس طرح مکمل کیا جائے کہ ہر صفحہ بھی آیت پر ختم ہو تا کہ ختم

صفحہ کے ساتھ آیت کے ختم سے ذہن کو سکون و یکسوئی نصیب ہو اور جس طرح ختمِ سورۃ سے قلبی مسرت ہوتی ہے پارہ کے ختم پر بھی فرحت حاصل ہو اور حفظ میں رغبت اور سرعت پیدا ہو۔ یہ مصحف حافظوں کیلئے بہت مفید ثابت ہوا اور بالنظر تلاوت کرنے والوں کے لئے بھی راحت کا سبب بنا اور یہ مصحف (حافظی) سے مشہور ہوگیا۔اس مصحف کی قبولیت پورے عالم میں ہوئی اور یہ بھی کتابت مصحف کا ایک دستور سا بن گیا چنانچہ عرب مما لک کے بھی مصاحف اسی طرز کے ہوتے ہیں یعنی جزء کو چند اوراق میں ختم کرنے کے ساتھ ہر صفحہ بھی آیت پر ختم ہوتا ہے

{سورہ حجر کی پہلی آیت کو دائیں صفحہ کے اخیر میں لکھنے کی وجہ}

برصغیر میں حافظی قرآن پاک کی اس نئی کتابت میں اتفاق سے سورۂ ابراہیم کے ختم پر صفحہ کے ختم میں دو تین سطروں کی جگہ رہ گئی اسلئے بسم اللہ سمیت سورۂ حجر کی پہلی آیت کی بھی کتابت کی گئی تا کہ سورہ کا بلا فصل تسلسل بھی قائم رہے اور صفحہ بھی آیت پر ختم ہو جیسا کہ پورے مصحف میں اسکا اہتمام کیا گیا تھا۔

{پاروں کے نام مسلمانانِ ہند کا تحفہ ہے}

پھر کچھ زمانہ کے بعد لوگ ہر جزء کو شروع صفحہ کے ابتدائی کلمہ سے یاد رکھنے لگے یہاں تک کہ وہ کلمہ اس پارہ کا نام بنتا گیا اور پاروں کو اس کلمہ سے پہچاننے لگے پس اجزاء کے یہ نام بالکل ہی حادث ہیں اور مسلمانانِ ہند کا تحفہ ہے فن قرأت کی قدیم کتابوں میں کہیں انکا ذکر نہیں ہے حتی کے ماضی قریب کی عربی تصنیفات میں بھی فقط الجزء کے

ساتھ رقم لگا دیتے ہیں۔

{ پاروں کی پہلی سطر کو نمایاں کرنے کا معمول }

پھر کچھ زمانہ کے بعد ہر جزء کی ابتداء کو مزید نمایاں کرنے کے لئے صفحہ کی پہلی سطر کا رنگ بدل دیا گیا یا آیت کا خط بڑا کر دیا گیا مگر چودہویں پارہ کی ابتداء جو سورہ حجر کی پہلی آیت سے ہے وہ شروع صفحہ میں نہ آنے کی وجہ سے ''نشان زدہ'' نہ ہوسکی اس کے بجائے ربما والی آیت پہلی سطر میں ہونے کی وجہ سے نمایاں ہوگئی۔ پاروں کے یہ نام بر صغیر میں کچھ ایسے مشہور ہیں کہ حافظ یا ناظرہ خواں سے کسی پارہ کا نمبر بولکر سوال کیا جائے تو فورا پہلی سطر کا پہلا کلمہ پڑھکر بتائیں گے۔

{ ربما سے ابتداء کی شہرت محض عامی ہے }

اسی طرح چودہواں پارہ کا نام پوچھئے تو جواب دے گا ''**ربما یود الذین کفروا**'' نیز جب کسی حافظ یا ناظرہ خواں سے کہا جائے کہ چودواں پارہ پڑھو تو ''**ربمایود الذین کفروا**'' سے شروع کرتا ہے یعنی سورہ کی ایک آیت محض اس وجہ سے کہ ۱۴/رواں کی

علامت **الر** پر ہونے کے بجائے **ربما** پر ہے پہلی آیت قصداً نہ پڑھی جارہی ہے اور نہ اسے چودہویں کا جزء سمجھا جارہا ہے حالاں کہ یہ ایک امر ثابت بالدلائل سے انحراف ہے ۔فیاللاسف۔

{الجزء/ ۱۳ کی انتہاء سورہ ابراہیم کی آخری آیت پر ہے }

بہر حال الجزء الرابع عشر (۱۴ / واں پارہ) کی ابتداء سورہ حجر کی پہلی آیت سے ہونا یقینی امر ہے کیونکہ نظم قرآن پاک کی جتنی تقسیمات ہیں وہ خیر القرون میں ہوئی ہیں اور ائمۂ فن نے ان سب کا احاطہ کیا ہے چنانچہ ابن جوزی کی ''فنون الافنان'' اور امام شاطبی کے تلمیذ خاص علامہ سخاوی کی ''تجزیۂ القرآن'' میں تفصیلات موجود ہیں قرآن کی تنصیف یعنی دو حصہ سے لیکر ۳۶۰/ حصوں تک کی پچاس سے زائد تک تقسیمات اور اسکے حصص کے مبدأ و منتہاء کو تفصیل سے بیان کیا ہے ان میں سے صرف تین تقسیم اجزائے ثلثین ،احزاب ستین ، اور اوراد ۳۶۰ / ہر ایک میں سے ایک جزء یعنی ۱۵۶ / واں ورد ، ۲۶ / واں حزب اور ۱۳ / واں جزء کا خاتمہ سورہ ابراہیم کی آخری آیت کا آخری کلمہ (اولوا الالباب) پر بالاتفاق ہوتا ہے۔ (مطالعہ فرمائیے **''اجزاء واحزاب قرآن''**)

{کلمہ ''ربما'' سے کسی بھی تقسیم کی ابتداء منقول نہیں ہے}

اور سورہ حجر کی اول آیت سے اسکے بعد والے جزء ۱۴ / ،حزب/ ۲۷ اور ورد/ ۱۵۷ بالاتفاق شروع ہوتا ہے بقیہ تقسیمات کے اقسام میں سے بعض جزوں کا سنگم سورہ ابراہیم کی دیگر آیت تو ہے مگر کسی بھی اعتبار سے کسی جزء کا خاتمہ سورہ حجر کی اول آیت پر اور اسکے بعد کے جزء کی ابتداء (ربما یود) سے بالاتفاق نہیں ہے حتی کہ متقدمین اور متاخرین قراء میں کسی کا کوئی قول بھی نہیں ہے۔ علامہ سخاویؒ لکھتے ہیں : **الحزب السادس و العشرون آخر ابراهيم باتفاق** (۱/ ۱۴۵) ۔صاحب نثر المرجان لکھتے ہیں : **الجزء الرابع عشر مبدؤه بهذه السورة هكذا في مصحف الجزري و في مصحف آخر**

صحیح۔ علامہ نور صفاقسی غیث النفع میں لکھتے ہے :**منتھی الحزب السادس والعشرین اجماعا**،اجزاء ثلاثین کی تفصیل میں ابن القیم جوزیؒ لکھتے ہیں:**الجزء الثالث عشر خاتمة سورة ابراھیم**(فنون ۲۷۰) مجمع البیان لعلوم القرآن مخطوطہ ۱۱۱۱ھ میں الجزء الرابع عشر سورہ حجر کی اول آیت پر لکھا ہے۔

{''الر'' آیت کو تیرہویں کا جزء سمجھنے کی وجہ}

اسلئے پورے یقین کے ساتھ عرض ہے کہ سورہ حجر کی پہلی آیت کا مصحف کے دائیں صفحہ کی آخری سطر میں لکھا جانا حافظی مصحف کے کاتب کے پیش نظر سورہ کو ملانے کے ساتھ صفحہ کو آیت پر ختم کرنے کی وجہ سے مطلوب تھا نہ کہ جزء ۱۳ /کو پورا کرنے کی غرض سے اور جب بسم اللہ سمیت سورہ حجر کی پہلی آیت دا ہنی طرف صفحہ کے اخیر میں لکھی گئی اور حافظی مصحف کے ہر جزء کو دس اوراق ،بیس صفحات میں پورا کرنے کا معمول بنایا گیا جس میں پارہ کی ابتداء شروع صفحہ کی پہلی آیت سے اور پارہ کی انتہاء آخری صفحہ کی انتہاء پر آخری آیت سے ہے تو رفتہ رفتہ زمانہ کے گذرنے کے ساتھ ذہن نے یہ تسلیم کرلیا بلکہ کسی درجہ میں نظریہ بن گیا کہ یہ آیت تیرہویں جزء کا آخری حصہ ہے جب ہی تو جزء کے آخری صفحہ کی آخری آیت کے طور پر لکھا ہوا ہے۔لیکن یہ تصور یا نظریہ صحیح نہیں ہے۔

{۱۴ / ویں پارہ کا نام ''الر'' ہونا چاہئے}

اور جب تحقیق سے ثابت ہو گیا کہ ۱۴ / واں جزء کی ابتداء سورہ حجر کی پہلی آیت سے ہے تو حافظی مصحف کی کتابت کا جو دستور اختیار کیا گیا تھا کہ جزء کی ابتداء صفحہ کی ابتداء

سے ہوتو حجر کی اول آیت کا شروع صفحہ میں لانا طے ہوگیا اور تیرہویں جزء کے آخری صفحہ کی کتابت اس طرح ہو کہ سورہ ابراہیم کی آخری آیت کا آخری کلمہ ''اولوا الالباب'' صفحہ کی آخری سطر میں ہو چنانچہ ''**محمود المصاحف**'' میں ان دو صفحوں کی کتابت اسی نہج سے کی گئی ہے تا کہ قدیم مصاحف سے موافقت اور دلائل سے مطابقت قائم ہو جائے نیز عرب مما لک کے مصاحف میں اسی طرز سے ہے۔اوراب اس اعتبار سے پارہ کا نام ''الر'' بالکل احسن وانسب ہے جس طرح جزء اول کا نام ''الم'' بولا جاتا ہے جیسا کہ صاحب فن حضرت مولانا قاری ومقری اسماعیل صاحب گورینی مدظلہ تلمیذ حضرت مولانا قاری محب الدین صاحب الہ آبادیؒ نے راقم کے نام خط میں لکھا.......... ہمارے ایک مخلص دوست جید عالم آئے تھے انکو الجزء الرابع عشر دکھلایا تو انہوں نے فرمایا کہ اب اسکا نام بجائے رُبما کے ''الر'' ہونا چاہئے مجھے بھی یہ نام بہت اچھا لگا۔

(تنبیہ): یہ اصلاح یعنی سورہ حجر کی پہلی آیت بھی صفحہ کی پہلی سطر میں حافظی مصحف کے طرز کتابت کے اعتبار سے ہونی چاہئے تھی جیسا کہ دیگر پاروں کی ابتداء کا طریقہ کتابت اختیار کیا گیا ہے مگر کل شئی مرھون بوقتہ اسلئے یہ اصلاح حافظی مصحف کی کتابت کے اعتبار سے احسن وامثل ہے اور دیگر اصحاب فن مدظلہم نے بھی اس اصلاح کو مستحسن سمجھا اور پسندیدہ نظر سے دیکھا ہے جو جمہور علمائے فن کے نزدیک ثابت ہے۔ پس الحق احق ان یتبع۔ وما توفیقی الا باللہ۔ فالحمد للہ الذی ھدانا لھذا وما کنا لنھتدی لولا ان ھدانا اللہ۔

{مشاہدات}

کتابوں کے حوالوں کے بعد مشاہدات کے حوالے بھی پیش خدمت ہیں۔
صاحب نثر المرجان نے اپنی کتاب میں (۱) مصحف جزری اور ایک دوسرے (۲) صحیح مصحف کا حوالہ دیا ہے۔ نیز عرب ممالک حجاز، قطر، بحرین، کویت، مصر، شام وغیرہ کے مصاحف میں الجزء ۱۴ / سورہ حجر کی ابتداء میں لکھا ہوا راقم نے مشاہدہ کیا ہے مزید مشاہدات ملاحظہ فرمائیں۔
(۳) القرآن الکریم: مطبوعہ مجمع ملک فہد میں ابتدائے سورۂ حجر کے کنارے الجزء ۱۴ اور الحزب ۲۷ لکھا ہے۔
(۴) القرآن الکریم: مطبوعہ ازھر مصر سنہ ۱۴۰۱ھ میں ۱۴ / واں کی ابتداء سورۂ حجر سے ہے (یہ نسخہ خدا بخش پٹنہ میں دیکھا ہے)۔
(۵) ملک شام کا مطبوعہ جس پر سنہ ۱۹۷۷ء میں پانچ علماء شام کی تصدیق ہے اسمیں سورۂ حجر کی اول آیت کے سامنے ہی الجزء ۱۴ اور الحزب ۲۷ لکھا ہے۔ (یہ نسخہ مسجدِ جن مکہ معظّمہ میں دیکھا ہے)۔
(٦) سنہ ۱۳۴۲ھ کا مطبوعۂ مصر میں ۱۴ رواں پارہ سورۂ حجر کی پہلی آیت سے ہے (یہ نسخہ خدا بخش پٹنہ میں دیکھا ہے)

(۷) ۱۳۱۲ھ کا مطبوعہ ہند مترجم بترجمہ شاہ رفیع الدین دھلویؒ میں ۱۴/رواں پارہ کی ابتداء اول آیت سے ہے (یہ نسخہ جے پور میں دیکھا ہے

(۸) مخطوطہ مع ضبطِ قراءات عشرہ میں ۱۴/رواں کی ابتداء سورۂ حجر سے ہے (یہ نسخہ کتب خانہ دار العلوم دیو بند میں دیکھا ہے)

(۹) مخطوطہ سن کتابت ۱۰۸۶ھ جو مخطوطہ مصاحف کے نمبر شمار ۴۰ پر لکھا ہے اسمیں بھی سورہ حجر سے ابتداء ہے (یہ نسخہ خدا بخش پٹنہ میں دیکھا ہے)

(۱۰) ۱۱۶۳ھ کا بخطِ نسخ لکھا ہوا (۱۱) اورنگ زیب عالمگیر کے دستِ مبارک سے ۱۰۷۴ھ کا لکھا ہوا۔ (۱۲) ۹۴۶ھ کا لکھا ہوا۔ یہ مصاحف مدرسہ عربیہ احمد نگر (مہاراشٹر) میں موجود ہیں۔ تینوں میں الجزء الرابع عشر سورۂ حجر کی ابتداء سے ہے۔

(۱۳) ریاستِ ٹونک کی قدیم لائبریری میں متعدد مصاحفِ مخطوطہ میں سے چھ کا مشاہدہ کیا جن میں سے چار میں سورۂ حجر کی اول آیت سے ہی ۱۴/رواں پارہ کی ابتداء ہے اور باقی نسخوں میں کچھ لکھا ہوا نہیں تھا۔

(۱۴) کوچین میں مصحف مالی بار ایک قدیم مخطوطہ مصحف ہے جسکو بعینہ شائع کر دیا گیا ہے اس میں بھی الجزء ۱۴/سورہ حجر کی ابتداء سے ہے۔

(۱۵) اوقاف سجاوندی کا مخطوطہ ۱۰۸۹ھ پٹن میں ''اولوا الالباب'' کے بعد الجزء لکھا ہے۔

(۱۶) مخطوطہ ۱۰۳۵ھ ایشیاٹک لائبریری کلکتہ میں الجزء ۱۴ سورہ حجر سے لکھا ہے۔

(۱۷) ۱۲۴۶ھ کا مخطوطہ۔ (۱۸) ۱۱۵۳ھ کا مخطوطہ (۱۹) ۱۰۴۹ھ کا مخطوطہ، (۲۰)

۹۸۴ھ کا مخطوطہ، ان سب مصاحف میں الجزء الرابع عشر سورہ حجر کی پہلی آیت سے ہی ہے انکا مشاہدہ دارالعلوم دیوبند کے کتب خانہ میں کیا۔

(۲۱) مخطوطہ ۹۱۰ھ بعہد بابر، (۲۲) مخطوطہ بعہد جہانگیر میں الجزء الرابع عشر سورہ حجر سے ہے یہ مخطوطہ آزاد لائبریری علی گڈھ میں دیکھا ہے۔

(۲۳) ایک اور نادر مصحف جسے بڑودہ کے ایک مخیر شخص حاجی عبدالرزاق آدام پٹیل نے مرادآباد میں مشین کے ذریعہ پیتل کی پلیٹ میں کندہ کر کے تیار کروایا ہے ہر پلیٹ پر تین پارہ الگ الگ باریک حروف میں لکھا گیا ہے۔ کندہ کرنے والے جناب قاری وکاتب محمد فیصل عزیز نے اگست ۱۹۹۸ء میں شروع کیا اور ستمبر ۱۹۹۹ھ میں یعنی ایک سال اور چند دن میں مکمل کیا پھر ان سب پلیٹوں کو آپس میں جوڑ کر ایک کر دیا گیا ہے اس طرح یہ ایک طویل وعریض مصحف بن گیا۔ حروف باریک ہونے کی وجہ سے بلوری شیشہ کی مدد سے پڑھا جاسکتا ہے پاروں کے نام کے بجائے ہر پارہ کا نمبر لگا دیا گیا ہے سورہ حجر الر، تلک آیت الکتٰب و قرآن مبین سے شروع کئے جانے والے پارہ پر ۱۴/ نمبر کندہ کیا ہوا ہے فقط

حررہ: رشید احمد فریدی ۲۴/صفر/۱۴۳۸ھ

شب جمعہ ۲۴/نومبر/۲۰۱۶ء۔ اضافہ و تنقیح: ۱۱/ ربیع الاول /۱۴۳۸ھ